مدینۃ المسیح

قادیان ۳ ماہ شہادت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ آج بعد نماز مغرب تا عشاء حضور مجلس میں رونق افروز ہو کر حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔

صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب کی طبیعت تا حال بخار اور سر درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ البتہ زخم رو بصحت ہیں۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب حافظ ڈاکٹر بدر الدین صاحب معہ اہل و عیال بورنیو تشریف لے گئے ہیں۔ احباب بخیریت پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں۔
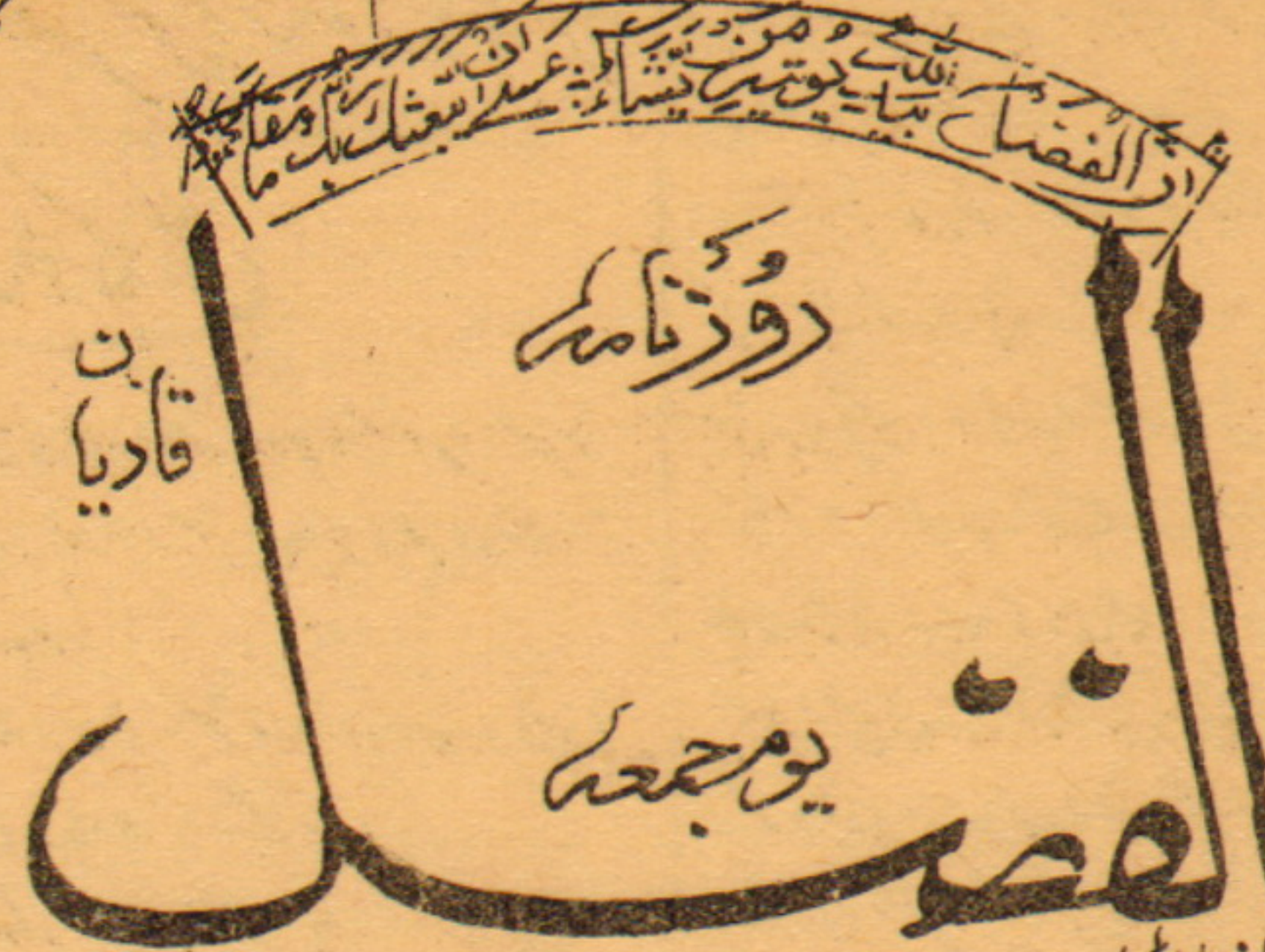
- ~~~~~ -

جلد ۳۵ | ۴ ماہ شہادت ۱۳۲۶ھ | ۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ | ۴ اپریل ۱۹۴۷ء | نمبر ۸۰

قرآن کریم کی تلاوت اور گاندھی جی

اخبار پرتاپ ۲ اپریل میں خبر ہے کہ دہلی میں جب گاندھی جی کی پرارتھنا کے وقت قرآن مجید کی تلاوت ہوئی۔ تو کچھ اشخاص نے اس پر اعتراض کیا۔ گاندھی جی نے اس کی تسلی کرنی چاہی۔ مگر لوگوں نے انہیں دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ معترضین کے رشتہ دار فسادات میں ہلاک ہوئے تھے۔ گاندھی جی نے دوران تقریر میں اس واقعہ کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس قسم کی مجنونانہ حرکتوں کا نتیجہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ فسادات میں اگر کسی کے رشتہ دار ہلاک ہو گئے۔ تو وہ ایسی حرکات سے دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتے"

ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ کہ جب گاندھی جی ان لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے اور ان کی تسلی کی کوشش فرما رہے تھے تو ہجوم نے ان کو دھکے دیکر باہر کیوں نکال دیا۔ جہاں تک خبر کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں ان سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ لوگ کسی قسم کا ہنگامہ برپا کرنا چاہتے تھے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ انتہائے رنج کی وجہ سے ان کا لہجہ کسی حد تک تیز و ترش ہو۔ لیکن ہمارا خیال ہے۔ کہ اگر ان سے اہنسا کے اصولوں کے مطابق سلوک کیا جاتا۔ تو نہ صرف ان کے دل اطمینان و تسلی حاصل کرتے۔ بلکہ حاضرین پر بھی اچھا اثر پڑتا۔ گاندھی جی خود بھی اور ملک کا ایک حصہ بھی آپ کو اہنسا کا پرچارک خیال کرتے ہیں۔ سنا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پر اعتراض کرنے والے ہندو تھے لیکن ہمارے خیال میں ہندوؤں سے بڑھ کر اس پر مسلمانوں کو زیادہ وجہ اعتراض ہونی چاہیئے۔

جہاں تک ہم قیاس کر سکتے ہیں۔ مسلمان معترض کا مطالبہ یہ ہوتا کہ جب گاندھی جی کی قوم مسلمانوں کو اتنا برا سمجھتی ہے۔ اور ان سے اتنی دشمنی رکھتی ہے۔ کہ ان کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔ اور عدل و انصاف کی حد تقاضہ تک گاندھی جی ان سے کوئی باز پرس نہیں کرتے۔ اگرچہ زبانی وہ اعلان کرتے رہتے ہیں۔ کہ ان کی نظر میں ہندو مسلمان برابر ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہہ جاتے ہیں۔ کہ میں ہندو بھی ہوں اور مسلمان بھی لیکن عملاً وہ ہمیشہ اپنی قوم کی طرفداری کرتے ہیں۔ اور پھر اس طرفداری کا کیا فائدہ ہے۔ کہ وہ اپنی پرارتھناؤں میں قرآن کریم کی تلاوت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ وہ لوگ جو قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کا مقدس کلام سمجھتے ہیں۔ اور جو اسکو اپنی زندگی کا نور خیال کرتے ہیں۔ عملاً گاندھی جی کی عنایات کے کبھی شرمندہ احسان نہیں ہوئے اگر مسلمان معترض کا نقطہ نظر یہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ گاندھی جی اور حاضرین مجلس کے لئے یہ ایک نہایت ہی قابل غور بات ہوتی . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . . . گاندھی جی

اور آپ کے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آج سرزمین ہند میں بہت تھوڑے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل میں گاندھی جی کی اس پراسرار روش کے متعلق یہی یا اسی قسم کے اعتراض پیدا نہیں ہوتے۔

ہمیں یقین ہے کہ موجودہ فسادات کی ابتدا اور حقیقت کو گاندھی جی سے زیادہ شاید ہی کوئی دوسرا ہندوستانی جانتا اور سمجھتا ہو۔ آپ جیسے چوکس اور ہوشیار آدمی کے متعلق یہ شبہ بھی کرنا کہ آپ ملک کی موجودہ بدامنی کی وجوہات کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکے۔ ایک ایسا شبہ ہوگا کہ جس سے زیادہ غلط چیز شاید ہی اور کوئی ہو۔ آپ نے ایک مدت نواکھلی کا دورہ کیا ہے۔ اور اس کے بعد بہار میں بھی آپ نے کافی وقت صرف کیا ہے۔ آپ پر اچھی طرح روشن ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آپ اعتراف بھی کر چکے ہیں۔ کہ آپ کے ہم قوم پریس نے نواکھلی کے متعلق جو غلط بیانات اور مبالغہ آمیز خبریں شائع کی تھیں۔ وہ سرتاپا بے بنیاد غلط اور مبنی علی الافتراء تھیں۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہندو پریس نہ صرف یہ کہ احتیاط سے کام نہیں لیتا۔ بلکہ عمداً اشتعال انگیز عنوان باندھ باندھ کر اپنے ہم قوموں کی ذہنیت کو مسلمانوں کے خلاف مسموم کرنے میں تمام دنیا میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ گاندھی جی کو معلوم نہیں ہے۔ کہ پنجاب میں جو فسادات ہوئے۔ وہ کانگرسی اور بعض غیر محتاط سکھ لیڈروں کی آتشیں تقاریر کا براہ راست نتیجہ ہیں۔ کیا گاندھی جی اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ کہ پنجاب میں موجودہ قانون کے مطابق مسلم لیگ کو وزارت بنانے کا ہر طرح حق حاصل ہے۔ اور گورنری راج تمام دنیا کے جمہوری اصولوں کے خلاف ہے۔ اور کانگرس نے سکھوں کو بطور آلہ کار استعمال کر کے مسلمانوں کو اپنے اس جائز حق کے استعمال کرنے سے ناحق روکنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان کی فضا نہایت پر امن ہونا چاہیئے تھی۔ گاندھی جی ان سب باتوں کی حقیقت کو عام لوگوں سے بدرجہا بہتر سمجھتے ہیں۔ اور جانتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے اور مسلمانوں کا رنج حق بجانب ہے۔ کہ گاندھی جی جانتے بوجھتے ان حقیقتوں کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ اور ٹس سے مس نہیں ہوتے

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے شائع کی

"قرآن کریم ایک کھلی کتاب ہے۔ یہ رحمۃ للعالمین ہے۔ اس پر کسی خاص قوم یا فرد کا اجارہ نہیں۔ اگر گاندھی جی اپنی مجلسوں میں قرآن کریم کی تلاوت قرآن کریم سمجھ کر ضروری سمجھتے ہیں۔ تو اس پر کسی کو جائے اعتراض نہیں۔ لیکن ہمیں معاف فرمایا جائے۔ اگر ہم یہ کہنے پر مجبور رہیں۔ کہ اگر تلاوت قرآن مجید سے گاندھی جی کا مقصد صرف اتنا ہے۔ کہ مسلمان یہ سمجھیں کہ آپ بڑے روادار ہیں۔ آپ مسلمانوں کی تہذیب کے بڑے مداح اور ہندوستان میں اس کے قیام و نفاذ کے بڑے حامی ہیں۔ تو ہماری ناقص رائے میں اس امر میں آپ کو سخت غلط فہمی ہے۔

آج سرزمین ہندوستان پر ایک بھی مسلمان خواہ وہ کتنا ہی نیشنلسٹ بھی کیوں نہ ہو۔ ایسا نہیں ملے گا۔ جس کو یہ یقین نہ ہو چکا ہو۔ کہ گاندھی جی کی ایسی تمام کوششیں غلط فہمی پر منحصر ہیں۔ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہوتا کیونکہ پھر ہندوستان کی قسمت ضرور جاگ اٹھتی۔ اور آج اس بدنصیب ملک کو ان مصائب کا سامنا نہ ہوتا۔ جو باہر سے نہیں آئیں۔ بلکہ ہمارے اندر سے اٹھ رہی ہیں۔ آج اگر ایک بھی انسان ایسا ہوتا۔ جو سچے دل سے ہندوستان کا ہمدرد ہوتا۔ جو کسی خاص قوم یا فریق کے ساتھ چمٹا نہ ہوتا۔ تو واقعی ہندوستان آج ایک خوش نصیب ملک ہوتا۔ اور اس پر اللہ تعالے کی برکات واقعی نازل ہوتیں۔ وہ برکات جو ہماری نادانیوں۔ تنگدلیوں۔ فرقہ پرستیوں کی سولناکیوں سے نفرت کھا کھا کر آسمان کی طرف واپس ہو ہو جاتی ہیں۔ کاش ایک ہی انسان ایسا ہوتا۔ جو اس بدنصیب ملک کے مہلک زخموں کی صحیح تشخیص کرتا۔ اور اس پر مرہم لگاتا۔ اور منافرت کے جراثیم کی پرورش کرنے کی بجائے ان کو ہلاک کرنے کے طریقے جانتا ہوتا۔

آج برطانیہ نے جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کو آزاد کر دینے کا حتمی وعدہ کر دیا ہے۔ نئے وائسرائے ہندوستان میں بظاہر یہی ارادے لیکر آئے ہیں۔ کہ اس وعدہ کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہندوستانی لیڈروں کا ہاتھ بٹائیں۔ اس لئے سب لیڈروں سے اور خاص کر گاندھی جی ان کی اس پوزیشن کو ملحوظ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی مجلس علم و عرفان

ہندو مسلم فساد کا حل

قادیان ۲ ماہ شہادت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے سندھ سے واپس آنے کے بعد آج مسجد مبارک میں بعد نماز مغرب جو اہم ارشادات فرمائے۔ ان کا ملخص اپنے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے:۔

فرمایا۔ میرے سندھ جانے کے بعد ملک میں جو حالات پیدا ہو گئے۔ اور جو فسادات رونما ہوئے۔ ان کی طرف میں جماعت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

دنیا میں ہمیشہ سے اختلافات چلے آئے ہیں اور چلتے چلے جاتے ہیں۔ بھائی بھائی میں۔ باپ بیٹے میں۔ میاں بیوی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ شاگرد و استاد کے خیالات و مذاق میں اختلاف ہوتا ہے۔ الغرض ہر فرد اور ہر طبقہ میں بے شمار اختلافی مسائل پائے جاتے ہیں۔ مگر یہ اختلافات کبھی رحمت کا موجب ہوتے ہیں۔ اور کبھی زحمت کا سبب بن جاتے ہیں۔ ابتدا میں سب سے پہلا اختلاف صحابہ رض میں اس وقت پیدا ہوا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے رحلت فرمائی۔ اور ایک طبقہ حضور کو زندہ خیال کرنے لگا۔ چنانچہ حضرت عمر رض تلوار لیکر کھڑے ہو گئے۔ کہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو وفات یافتہ کہے گا۔ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ اس عالم میں جبکہ اکثر صحابہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمنوا ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکر رض منبر پر چڑھے۔ اور قرآن کریم کی آیت ماکان محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے انبیاء سابق کی طرح آپ کو بھی وفات یافتہ ثابت کیا۔ اور فرمایا۔ دین تو سچائیوں کا نام ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وفات سے کس طرح جھوٹی ہو سکتی ہیں۔ کیا تم اس لئے خدا کو موجود مانتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زندہ ہیں۔ کیا تم اس لئے فرشتوں اور قرآن کریم پر ایمان لاتے ہو۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زندہ ہیں؟ نہیں۔ ان چیزوں کا ان کی زندگی سے کیا واسطہ ہے۔ وہ تو اللہ کے رسول تھے اور دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے۔

بے شک صحابہ رض میں یہ اختلاف پیدا ہوا۔ مگر یہی اختلاف امت کے لئے رحمت کا موجب بن گیا۔ اور ثابت ہو گیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پہلے سب انبیاء وفات پا چکے ہیں۔ اس طرح وہ بہت بڑا ابتلا جو عیسائیوں کی طرف سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دینے کی وجہ سے مسلمانوں پر آنے والا تھا۔ اس سے بہت حد تک محفوظ ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت عثمان کے زمانہ میں مسلمانوں میں بہت بڑا اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور ایک کثیر حصہ حضرت عثمان رض کو معزول کرنے کے درپے ہو گیا۔ مگر اس اختلاف کے نتیجہ میں یہ ثابت ہو گیا۔ کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ اور جو ادا خدا نے پہنائی ہو۔ کوئی اسے اتار نہیں سکتا۔

یزید کے زمانہ میں جو بہت بڑا اختلاف پیدا ہوا۔ وہ بظاہر بہت بڑا فتنہ تھا۔ لیکن اس سے اسلام کو جس قدر تقویت ہوئی اور جس کثرت سے اس عرصہ میں اشاعت ہوئی۔ اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ وہ لوگ جو ان اختلافات سے کنارہ کش تھے۔ اور ان سے محفوظ رہنا چاہتے تھے۔ وہ دوسرے ممالک میں چلے گئے۔ اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ اس زمانہ میں ان کی بدولت دور دراز ممالک میں اسلام پھیلا۔ اور بے شمار لوگ اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ پس دیکھ لو یہ ترقی اور غیر معمولی اشاعت محض اختلاف کے نتیجہ میں تھی۔ اگر اختلافات نہ ہوتے۔ تو مسلمان دل برداشتہ ہو کر اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ممالک میں نہ جاتے۔ صرف مذہبی ترقی ہی اختلاف کے نتیجہ میں پیدا نہیں ہوئی۔ سائنس کی تمام تر ترقی اختلاف کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔ اور تمام دوسرے علوم کی ترقی بھی اسی اختلاف کی مرہون منت ہے۔ اگر خیالات میں اختلاف نہ ہوتا۔ تو تحقیق اور جستجو کا مادہ مفقود ہو جاتا۔ اور علوم کی ترقی رک جاتی۔

لیکن بسا اوقات یہی اختلاف بہت بڑی تباہی کا موجب بن جاتا ہے۔ اور قوم ایسی قعر مذلت میں جا گرتی ہے۔ کہ اس کا نام و نشان بھی صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے۔ اگر اختلافات کے وقت حق و صداقت کو چھوڑ دیا جائے۔ اخلاق و شرافت کو خیرباد کر دیا جائے۔ عدل و انصاف کو ترک کر کے خود غرضی اور ہوائے نفس کو اپنا لیا جائے۔ تو یہی اختلافات قوم کی موت کے ضامن بن جاتے ہیں۔

آج بدقسمتی سے ہندوستانیوں میں بھی ایسے اختلاف پائے جاتے ہیں۔ جو بجائے رحمت کے زحمت بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کی ترقی کو فنا کر رہے ہیں۔ قوموں میں اختلاف تو ہوا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو ایسا رنگ دے لیا جائے۔ کہ ان سے بہتر نتائج پیدا ہوں تو وہ اختلاف رحمت کا موجب بن جاتے ہیں۔ ہندو مسلم اگر اپنے اختلافات کو بہتر صورت میں بروئے کار لائیں۔ تو یہی اختلاف ان کی ترقی کا موجب بن جائیں۔ اور چند ہی سالوں میں ہندوستان کہیں سے کہیں جا پہنچے۔ کیونکہ ہندوستان کو بعض ایسی فضیلتیں اور خصوصیتیں حاصل ہیں۔ جو کسی دوسرے ملک کو نہیں۔ چنانچہ ہندو مسلم اختلافات کے نتیجہ میں رقابت کا مادہ پیدا ہو جائے گا۔ اور ہر قوم دوسری سے بڑھنے کی کوشش کریگی۔ جس سے ملک بہت جلد ترقی کی منازل طے کر کے بام رفعت پر پہنچ جائیگا۔

مدنظر رکھتے ہوئے جو موجودہ سیاسی کشمکش میں ان کو حاصل ہے۔ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی پچھلی غلطیوں کی تلافی کریں۔ اور ایسے منصفانہ اور روادارانہ اصولوں پر باہم سمجھوتہ کر لیں۔ کہ جس سے کسی فریق کی حق تلفی نہ ہو۔ اور ہر ہندوستانی فرقہ یا فرد صحیح آزادی کی فضا میں سانس لے سکے۔ اگر لیڈروں نے خاص کر گاندھی جی نے اس عظیم الشان موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ تو واقعی ہندوستان کی تاریخ آزادی میں تمام ایسے لیڈروں اور خاص

مگر نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں جب بھی اختلاف ہوتا ہے۔ تو وہ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیتے ہیں جو نہایت ہی شنیع فعل ہے۔ اور سراسر حماقت پر مبنی۔ اس میں بھلا کونسی عقلمندی ہے۔ کہ امرتسر کے ایک سکھ نے مسلمان کو قتل کیا ہو۔ تو اس کے بدلہ میں ملتان کے ایک سکھ کو قتل کر دیا جائے۔ جس کا فساد میں کوئی دخل ہی نہ ہو۔ چنانچہ اس طرح ہزاروں بے گناہ جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ دونوں قوموں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کی طاقت کمزور ہوتی ہے۔ اور اختلاف کی خلیج اور وسیع ہو جاتی ہے۔ اور دلوں کا بغض اور حقد اور ترقی کر جاتا ہے۔ اگر اس اختلاف کی بنیاد اخلاق پر رکھی جائے۔ اور انصاف سے اسے حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو نہائت آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ ہر فریق یہ اقرار کرے کہ جو سچی بات ہوگی۔ میں اسے ضرور تسلیم کرونگا۔ اور دوسرے کا حق غصب کرنے کی کوشش نہ کرونگا تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ چند ہی روز میں فسادات کا خاتمہ نہ ہو جائے۔

اس وقت ملک کے گوشہ گوشہ سے ملازمتوں کا سوال اٹھ رہا ہے۔ اور ہر فریق دوسرے کے خلاف محاذ قائم کر رہا ہے۔ اور اس اختلاف کو ہوا دے رہا ہے۔ حالانکہ یہ اتنا معمولی اختلاف ہے۔ نہائت آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں فریق کو اقتصادی زندگی کی ضرورت ہے۔ لہذا دونوں کو مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔ محض ایک قوم کے برتر ہونے کے خیال سے دوسرے کو محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ کیونکہ کمزور قوموں کو بھی جینے کا ویسے ہی حق ہے جیسے برتر قومیں زندگی کی خواہاں ہیں۔ پھر تجارت اور صنعت و حرفت کا سوال ہے۔ اس میں بھی مسلمان ویسے ہی محتاج ہیں۔ جیسے ہندو محتاج ہیں۔ ان چیزوں کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے۔ اور ان کے بغیر زندگی برقرار نہیں رہ سکتی۔ مگر آج کل حالت یہ ہے کہ ہندو صرف ہندوؤں کو ملازمت دیتے اور صرف ہندوؤں کو ہی تجارت میں شریک کرتے ہیں۔ اور مسلمان صرف مسلمانوں کو ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گو مسلمان بہت پیچھے ہیں۔ اور بہت محروم ہیں۔ پھر بھی ہندوؤں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ان کو حتی الامکان محروم رکھا جائے جس کی وجہ سے ہندو مسلم میں نفرت کی ایک وسیع خلیج حائل ہو گئی ہے۔ اور اگر یہ بات صحیح نہ بھی تسلیم کی جائے کہ ہندو صرف ہندو کو ملازمت دیتے ہیں۔ تو اتنا تو ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ہر مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ ہندو میرا حق غصب کرنا چاہتا ہے۔ اور ہر ہندو یہ سمجھتا ہے۔ کہ مسلمان میری کمائی میں شریک ہونا چاہتا ہے۔ اور وہ چیز جسے میں نے نہائت محنت سے حاصل کیا ہے۔ اس میں حصہ دار بننا چاہتا ہے۔ یہ شور صحیح ہو یا غلط ہر حال ہر طرف سے سنائی دیتا ہے۔ اور ہندو مسلم کا سوال ملک کے گوشہ گوشہ سے بلند ہو رہا ہے۔ سیاسی لحاظ سے دیکھا جائے تو سوال صرف ایک صوبے یا ایک [illegible] قصبہ کا نہیں۔ بلکہ ہر قصبہ اور ہر گھر اس میں ملوث ہے۔ کیونکہ یہ پیٹ کے بھرنے کا سوال ہے۔ لہذا اس میں ہر شخص گرفتار ہے۔ مسلمان سمجھتا ہے۔ کہ ہندو مجھے بھوکا مارنا چاہتا ہے۔ ہندو سمجھتا ہے۔ مسلمان مجھے زندگی سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ جس سے دونوں کے دلوں میں نفرت بڑھتی جاتی ہے۔ اور بجائے اس کے کہ اس اختلاف کو عدل و انصاف سے حل کریں قتل و غارت پر اتر آتے ہیں اور بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگ کر اپنے بغض و کینہ کا اظہار کرتے ہیں۔ ہندو کے دل میں مسلمان کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات موجزن ہیں۔ اور مسلمان کے دل میں ہندو کے خلاف کینہ اور عداوت پائی جاتی ہے۔ جب تک اس کا دفعیہ نہ ہو۔ اور کینہ کو دور کرنے کا طریق نہ اختیار کیا جائے۔ صلح ہو ہی نہیں سکتی۔ اور ملک میں امن قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ محض لیڈروں کے امن امن پکارنے سے بھلا دلوں کی کدورت کس طرح دور ہو سکتی ہے۔ جب تک ان کے اصل اسباب کی روک تھام نہ کی جائے گی۔ یہ روگ دور نہ ہو گا۔

اس کا علاج ہے تو بہت آسان مگر افسوس کہ اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اس وقت ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو بغض اور کینہ پایا جاتا ہے۔ اس کا اصل سبب جو ہر شخص پر اثر انداز ہے بہت حد تک دوسری قوم کے متعلق بدظنی پر مبنی ہے۔ اور اگر یہ بدظنی دور کر دی جائے۔ تو دونوں قومیں شیر و شکر ہو سکتی ہیں۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ ہندو مسلم یہ معاہدہ کریں۔ کہ ہندو صرف مسلمانوں کو ملازم رکھیں گے۔ اور صرف مسلمانوں کو ہی صنعت و حرفت اور تجارت میں شریک کرینگے۔ اور مسلمان صرف ہندوؤں کو۔ اس طرح دونوں قوموں کی بد اعتمادی رفع ہو جائے گی۔ اور ہر قوم دوسری کو اپنا خیر خواہ سمجھنے لگ جائے گی۔ جس کے نتیجہ میں ملک میں امن اور صلح کا دور دورہ ہو جائے گا۔ اور اس طرح کسی قوم کا حق بھی مارا نہ جائے گا۔ اور یہ اختلاف بہتر صورت اختیار کر کے ہلاکت کی بجائے ملک کی ترقی کا موجب ہو جائے گا۔

شکار پور کے فسادات کے ایام میں اخبار ڈیلی گزٹ کا نمائندہ میرے پاس آیا اور میں نے اس کو یہی بتایا تھا کہ فسادات کو ختم کرنے کے لئے قومی بد اعتمادی اور بدظنی کو دور کرنا ضروری ہے۔ اور اس کا بہترین طریق یہی ہے۔ کہ اگر ہندو قتل ہوں۔ تو مسلم اخبارات شور و واویلا مچائیں مقتولین سے اظہار ہمدردی اور قاتلین کی مذمت کریں۔ اور مسلمانوں کے قتل ہونے پر ہندو اخبارات اسی قسم کا نمونہ پیش کریں تو چند ہی روز میں خوشگوار نتائج نکل آئینگے اور فسادات رک جائینگے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔ اور اخبارات نے ویسے ہی کیا۔ اور چند ہی روز میں فساد کا خاتمہ ہو گیا۔

اگر اخلاقی بنیادوں پر اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی جائے۔ تو بہت آسانی سے حل ہو سکتی ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ قوم کے لیڈر اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہم چونکہ اقلیت میں ہیں۔ ہماری اچھی اور مفید بات کو بھی وہ سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ہمیں احساس اور درد تو ہے۔ مگر ہماری کمزوری اور قلت کی وجہ سے ہماری بات کا ان پر اثر نہیں ہوتا۔ دیگر دنیاوی ذرائع بھی حاصل نہیں۔ جن کی وجہ سے ہم ان فسادات کو دور کر سکیں۔ البتہ ایک چیز ہمارے پاس موجود ہے۔ جس کی وجہ سے یہ فسادات بالکل رک سکتے ہیں۔ اور وہ دعا ہے۔ ہمیں اگر لوگوں کے دلوں پر تصرف حاصل نہیں۔ اللہ تعالےٰ کو تو تصرف حاصل ہے ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ وہ ان لوگوں کے دلوں کو بدل دے۔ اور انہیں صحیح راہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ تا ملک اس بہت بڑی تباہی سے بچ جائے جس کے آثار ہویدا ہو رہے ہیں۔ جو فسادات ہو رہے ہیں۔ وہ ابھی ابتدا ہیں ایسے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ کہ ملک میں سخت فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے جس سے ملک بجائے عزت حاصل کرنے کے قعر ذلت میں جا گرے گا۔ جو لوگ ملک تقسیم کر کے امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش نہائت بودی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ سارے ملک میں امن قائم کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر ہمارے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ اور ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

کوئی کام کر کے دکھا

بس اعتراض نہ کر کوئی کام کر کے دکھا
بیرا اچھال نہ نام اپنا نام کر کے دکھا

رکاوٹوں کے نہ انبار میری راہ میں رکھ
مصیبتوں کی کوئی روک تھام کر کے دکھا

کر اپنی فکر ذرا مجھکو میرے حال پہ چھوڑ
جو کام کرتا ہوں میں صبح و شام کر کے دکھا

بکھر رہا ہے محمدؐ کے دیں کا شیرازہ
اٹھ اور اس کا کوئی انتظام کر کے دکھا

مسیحِ دیں کی تحقیر کر تو لی تو نے
رسولِ پاک کا ہی احترام کر کے دکھا

الجھ رہا ہے پرندِ دیں دامِ دنیا میں
پرندِ عرش کو آزاد دام کر کے دکھا

زبان تیری تو ہو منہ زور ہے بری شہ
لگام ڈال اسے اور کام کر کے دکھا

ہندوستان میں قیام امن کی اشد ضرورت

(۲)

جب لیڈرانِ ملک۔ عوام کو سیاست کے نام پر بھڑکا کر ہزار ہا انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے اور ہندوستان کے اکثر شہر و قصبات میں خون کی ہولی کھیلی جا چکی۔ تو اب یہ ہمدردانِ ملک و قوم بن کر امن امن کا ڈھنڈورا پیٹتے نظر آ رہے ہیں لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت؛

وہ کونسا دل ہے جو ان کے اس فعل بد پر نالاں نہ ہو اور وہ کونسی روح ہے جو ان کے اس طریق کار پر نفرین نہ بھیجے لیکن جو ہونا تھا ہوا۔ کاش! اب آئندہ کے لئے یہ لوگ ہندوستان کی رہی سہی تہذیب و شرافت کا خاکہ نہ اڑائیں۔ ان کے ایسا کرنے سے صدیوں تک ہندوستان کی پیشانی پر ذلت و رسوائی کا وہ دھبہ لگا رہے گا۔ جو دھلنے سے نہ دھلے گا۔

بے شک ہندوستان دیگر آزاد ممالک میں شمار کیا جائے گا۔ لیکن اگر آئندہ بھی گذشتہ کی طرح انسانی خون گرائے گئے۔ اور بجائے امن و امان کے بدامنی اور جور و ظلم روا رکھا گیا۔ تو یاد رکھئے! ہندوستان کیلئے ایک دن ماتم کا دن ہوگا۔ اور ہندوستان کی آئندہ تاریخ لکھنے والا مؤرخ یقیناً بے گناہوں کے بے دریغ خون بہانے والوں کے خلاف ایسے خطرناک اور نہ مٹنے والے الفاظ تاریخ ہند میں لکھے گا۔ کہ جو بعد میں آنیوالی نسلوں کے لئے پانی پانی کر دینے اور شرم کے مارے سر نیچے جھکا دینے والے ہونگے اور انکے باپ دادوں کے خلاف انہیں ایسے مقام پر لیجانیوالے ہونگے کہ جس مقام سے بجز لعنت لعنت کے اور کوئی الفاظ سننے میں نہ آئینگے۔

پس کیا یہ لازم نہیں؟ کہ ہندوستانی لیڈر ایسا قدم اٹھائیں کہ جس سے جہاں ایک طرف ہمارا یہ بدقسمت ملک مکمل آزادی حاصل کر سکے۔ وہاں دوسری طرف شریفوں کی پگڑیاں نہ اچھالی جا سکیں۔ اور ملک کی بہو بیٹیوں کی عصمت دری نہ ہو۔

سو آج کی صحبت میں بھی ہم ایک ایسے دوربین نگاہ رکھنے والے مقدس انسان کا امن بھرا پیغام ہندوستانیوں کے گوش گذار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جسے اللہ تعالے نے امن پسند جماعت کا امام و مقتدار بنایا اور حالات کو سازگار بنانے کیلئے اپنے فضل و کرم سے وہ گُر بتلائے ہیں کہ جس کی نی زمانہ کسی اور انسان میں نظیر نہیں ملتی۔ ہم یقین اور وثوق سے کہتے ہیں کہ اگر ہندوستانیوں نے اس پُر امن پیغام کو سنکر لبیک کہا اور اپنے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کر لی۔ تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں۔ جبکہ ہندوستان کے طول و عرض میں امن کا پرچم لہرائے گا۔ اور ہندوستانی قومیں اس کے تلے آرام و راحت کا سانس لیں گی

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

"میں اپنے اہل وطن سے کہتا ہوں کہ اس نازک موقعہ پر اپنے دلوں کو تعصب اور کینہ سے خالی کر دو کہ گو یہ جذبات میٹھے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان سے زیادہ تلخ اور تکلیف دہ کوئی چیز نہیں۔ واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا وقت آ گیا ہے۔ خدا تعالے دلوں میں ایک نئی روح پھونک رہا ہے۔ تاریکی کے بادلوں کے پیچھے سے امید کی بجلی بار بار کوند رہی ہے خواہ ہر آنے والی ساعت کی تاریکی پہلی تاریکی کی نسبت کس قدر ہی زیادہ کیوں نہ ہو ہر بعد میں ظاہر ہونے والی روشنی بھی پہلی روشنی سے بہت زیادہ روشن ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مشیت کا اظہار کر دیتی ہے پس اپنے کینہ اور بغض سے خدا تعالیٰ کی رحمت کو غضب سے نہ بدلو۔ اور اس کے فضل کو اس کے قہر میں تبدیل نہ کرو کہ وہ ضد اور ہٹ دھرم اور سچائی کے منکر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس آپ لوگ نرمی اور محبت سے ایک ایسے فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کریں۔ کہ جو دلوں کی کدورت اور کینہ کو دھو دے۔ اور ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھیں۔ جو محبت و اتحاد کلی کا ایک نیا دور شروع کرنے والی ہو۔ یاد رکھیں کہ دنیا ایک جسم ہے اور تمام ممالک اس کے عضو ہیں۔ اس وقت تک بہت سے لوگ اس کے اعضاء کو کاٹنے کی کوشش میں لگے رہے ہیں۔ اب خدا چاہتا ہے۔ کہ سب دنیا کو اس کی اصل شکل میں قائم کرے۔ اور ملکیت و ملوکیت کی قیدوں سے آزاد کر دے ۔ ۔ ۔ ۔ پس ایسے ذرائع کو استعمال کرو کہ محبت اور مضبوطی کے ساتھ ہندوستان بھی اس اتحاد عالم کی بنیاد کی ایک مکمل لیکن پیوست اینٹ ہو اور جھوٹی خواہشوں کے پیچھے پڑ کر ایسی راہیں تلاش نہ کرو۔ کہ جو اس عجیب و غریب تجربہ کو جو مختلف ممالک کی آزادی کو قائم رکھتے ہوئے انہیں ملکیت کی قیدوں سے آزاد کرانے کے لئے کیا جا رہا ہے تباہ کر دے"

(ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل)

خاکسار خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی
واقف زندگی

پہلا انگریز احمدی مبلغ

مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب کی قادیان روانگی

لنڈن ۲ راپریل آج بذریعہ برقیہ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم بشیر احمد آرچرڈ جو پہلے انگریز احمدی مبلغ بنیں گے۔ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی غرض سے بذریعہ جہاز لنکا شام روانہ ہو گئے ہیں۔ اور انشاء اللہ عنقریب قادیان پہنچ جائیں گے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اس مخلص نومسلم انگریز بھائی کو اپنے نیک ارادوں میں کامیاب فرمائے۔ اور مغربی دنیا کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو آپ کی نیک تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔

احباب کو معلوم ہے کہ مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب نے تبلیغ اسلام کیلئے اپنی زندگی وقف کی ہے۔ اور پہلے بھی تقریباً دو ماہ قادیان میں رہ چکے ہیں۔ اب آپ خاص طور پر تبلیغی امور میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بڑے باہمت اور مخلص احمدی ہیں۔

اعلان ضروری!

چندہ حفاظت مرکز کے سلسلہ میں بعض احباب کی طرف سے حسب ذیل اشیاء موصول ہوئی ہیں۔ جو نئی ہیں اور ان کی قیمت بمد چندہ حفاظت مرکز جمع ہو گی۔ اس لئے خواہشمند احباب دفتر نظارت بیت المال میں تشریف لا کر ان خرید سکتے ہیں۔

پانی گرم کرنے کیلئے بجلی کے جدید ہیٹر = ۴ عدد

ساگوان کی آرام کرسیاں ۲ عدد

ناظر بیت المال

انتقاد

دفتر تجارت تحریک جدید قادیان کے رسالہ "تجارتی مخبر" کا پہلا پرچہ ہمارے سامنے ہے۔ اردو میں اس شان کا تجارتی پرچہ ابھی تک ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ کیا بلحاظ مضامین اور کیا بلحاظ معلومات ہمیں پورا یقین ہو گیا ہے کہ "تجارتی مخبر" اندرون ممالک میں تجارت اور صنعت و حرفت کی ترقی میں بہت ممد و مددگار ثابت ہوگا۔

سکھ مذہب اور کرپان

(از محمد عباد اللہ صاحب گیانی)

اکالی سکھ کرپان کو اپنے مذہب کا ایک ضروری حصہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اُن کی کرپان کو آزادی حاصل ہے۔

حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی صحیح پوزیشن پبلک میں پیش کی جائے

سکھ فرقے اور کرپان

سکھ صاحبان میں ایسے سکھ بھی بکثرت موجود ہیں۔ جو نشان "کرپان" اختیار کرنے کے قائل نہیں اور نہ وہ اس کو سکھ مذہب کا حصہ ہی تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً اداسی جن کو ہمارے سکھ دوست ایک سکھ فرقہ یقین کرتے ہیں۔ ہامہ ھادی اور نرمل سمپر دائے وغیرہ سکھ فرقے جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ اس کرپان کے قائل نہیں۔ اور نہ اس کو سکھ مذہب کا حصہ یقین کرتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض لیڈر تو یہاں تک کہہ بھی جاتے ہیں کہ:-

نہیں ہے لوڑ سادھن کی
جسے ہے گیان ایشور کا
کڑا کرپان اور کنگھا
کچھرا کیس بیکار ہے

(نرمل سماچار امرتسر نجم جنوری ۱۹۴۷ء)

یعنی کرپان وغیرہ چیزیں اختیار کرنا اُن لوگوں کا کام ہے۔ جن کو خدا کی معرفت نصیب ہوئی۔ جن کو خدا کی معرفت نصیب نہیں ہوئی۔ جن کو خدا کی معرفت حاصل ہے وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہیں:-

سکھ گورو صاحبان اور کرپان

سکھ تاریخ اس امر پر شاہد ہے۔ کہ سکھوں کے گورو صاحبان میں کثرت ایسے گوروؤں کی ہے جنہوں نے اپنی تمام عمر کرپان ہاتھ میں نہیں لی بلکہ وہ اس اصطلاح سے بھی ناآشنا ہی تھے ہمارے سکھ دوست جناب بابا نانک صاحب کو اپنے مذہب کا بانی تسلیم کرتے ہیں۔ کوئی سکھ ودوان یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ باباصاحب موصوف نے اپنی ۷۰ برس کی عمر میں کسی وقت کرپان اختیار کی ہو یا اس کو سکھ مذہب کا حصہ قرار دیا ہو یا بابا صاحب کے بعد گورو انگد صاحب اور گورو امرداس صاحب کے بعد دیگر گورو تسلیم کئے جاتے ہیں بلکہ کوئی سکھ کسی غیر مستند کتاب سے بھی ایسا کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکتا۔ کہ جس سے یہ معلوم ہو سکے۔ کہ ان میں سے کسی بھی گورو نے کسی وقت کرپان اختیار کی ہو۔ یا اس کو سکھ مذہب کا حصہ قرار دیا ہو اور سکھوں کو اس کے پہننے کی تلقین کی ہو۔ ان پانچوں گورو صاحبان کے علاوہ سکھوں کے آٹھویں گورو ہرکرشن صاحب کا جو بقول سکھ ودوان صغر سنی میں گورو بنے۔ اور دو سال کے بعد وفات پا گئے) اور نویں گورو تیغ بہادر صاحب کا جو کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے والد تھے کرپان اختیار کرنا بھی ثابت نہیں۔ گویا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ دس گورو صاحبان میں سے سات کے متعلق سکھوں کو مسلّم ہے۔ کہ وہ کرپان دھاری نہ تھے۔ اور نہ اس کو وہ سکھ مذہب کا حصہ قرار دادکا حصہ ہوتی تو چاہیئے تھا:- کہ سکھ مذہب کے بانی اس کو خود ہی اختیار کرتے۔ اور سکھوں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ اور سکھوں کے سات گورو اس کے بغیر نہ رہتے

سکھ گورو صاحبان میں سے سب سے پہلے بقول سکھ مورخین گورو ارجن صاحب کے فرزند گورو ہرگوبند صاحب نے تلوار پہنی تھی۔

سکھ کتب اس امر پر بھی شاہد ہیں۔ کہ گورو ہرگوبند صاحب نے تلوار یا کرپان کو سکھ مذہب کا حصہ قرار دے کر نہیں پہنا تھا۔

ہمارے سکھ دوست گورو گرنتھ صاحب کو نہ صرف اپنی مقدس کتاب ہی خیال کرتے ہیں۔ بلکہ اس کو اپنا گورو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک گرنتھ صاحب کو یہ گوریائی گورو گوبند سنگھ صاحب کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ یاد رہے کہ سکھوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں۔ جو گورو گرنتھ صاحب کو گورو تسلیم کرتے ہیں ان کے نزدیک گورو انسان ہی ہو سکتا ہے سکھ مذہب کے عقائد اور اصولوں کی بنیاد گورو گرنتھ صاحب پر ظاہر کی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان ڈاکٹر چرن سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

شری گورو گرنتھ صاحب میں جو سکھ مذہب کا ایک دھارمک مستند دھرم لیکھ ہیں:-

(بانی بیورا صفحہ ۲)

الغرض یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ گورو گرنتھ صاحب کو ہمارے سکھ دوست اپنے مذہب کی بنیادی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ اور ناظرین کو تعجب ہوگا کہ یہ کرپان جس کو سکھوں نے اپنے مذہب کا سرنشان قرار دیا ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں کہیں بھی مذکور نہیں۔ اور نہ اس کے اختیار کرنے کا کوئی حکم موجود ہے۔ گورو گرنتھ صاحب کے ۱۴۳۰ صفحات ہیں۔ اور ہم نے بارہا اس کا مطالعہ کیا ہے۔ کہیں ہمارے سامنے ایک بھی ایسا حوالہ نہیں آیا۔ جس میں یہ مذکور ہو۔ کہ کرپان سکھ مذہب کا حصہ ہے۔ اور ہر ایک سکھ کے لئے اس کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ بلکہ سکھوں کی اس اصطلاح "کرپان" کا گورو گرنتھ صاحب میں کہیں نام و نشان بھی نہیں۔

گورو گوبند سنگھ صاحب اور کرپان

ہمارے وہ سکھ دوست جو "کرپان" کو سکھ مذہب کا ایک ضروری حصہ تصور کرتے ہیں۔ وہ اس امر کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔ کہ اس کو سکھ مذہب میں گورو گوبند سنگھ صاحب نے شامل کیا تھا۔ اور ہر ایک سکھ کو اس کے پہننے کی تلقین کی تھی۔ اگر اس بات کو درست تسلیم کیا جائے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ نو گورو صاحبان کے زمانہ میں کرپان سکھ مذہب کا حصہ نہ تھی۔ اور نہ ہر ایک سکھ کے لئے اس کا پہننا لازمی تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا اپنا کوئی واضح حکم اس قسم کا نہیں ملتا۔ جس سے یہ معلوم ہو سکے۔ کہ انہوں نے کرپان کو سکھ مذہب کا حصہ قرار دیا ہو۔ اور ہر ایک سکھ کے لئے اس کا پہننا لازمی ٹھہرایا، جن کتب پر بنیاد رکھ کر یہ بات کہی جاتی ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے ایسا حکم دیا تھا۔ وہ سب کی سب ایسی ہیں۔ جن کے متعلق ہمارے سکھ دوستوں کے ودوانوں کو اس امر کا اعتراف ہے۔ کہ وہ اپنی اصل حالت میں بھی قائم نہیں۔ بلکہ ان میں بہت حد تک تغیر و تبدل کیا جا چکا ہے۔ اور بعض ان میں ایسی ہیں جو سکھ ودوانوں کے نزدیک فرضی اور جعلی ہیں۔ اُن کا اصل مصنف کوئی اور ہے۔ اور منسوب وہ کسی اور کی طرف کی گئی ہیں۔ اور اُن کے مختلف ایڈیشن ایک دوسرے سے مختلف ہیں نیز سکھ ودوان اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ سکھ گورو صاحبان کا کوئی تاریخی واقعہ ایمان کی بنیاد قرار دیا نہیں جا سکتا۔

(ملاحظہ ہو گور پرتاپ سورج گرنتھ سمپادت بھائی ویر سنگھ صاحب صفحہ ۱ جلد اول)

کرپان کا سائز

اکثر سکھ یہ کہتے ہیں۔ کہ کرپان کے لئے کوئی سائز مقرر نہیں۔ لیکن یہ بات بھی حقیقت کے خلاف ہے۔ جو لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے کرپان کو سکھ مذہب کا حصہ قرار دیا تھا۔ وہ اس کا سائز بھی بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ سردار بہادر سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ نے بعض کرپانوں کا ذکر کیا ہے جو ان کی تحقیق کے مطابق ریاست نابھہ اور دیگر جگہوں میں ہیں۔ یہ کرپانیں نہیں۔ گورو گوبند سنگھ صاحب کا عطیہ ہیں۔ ان کا سائز ۶۱ انگل ہے۔ ملاحظہ ہو گورمت سدھاکر صفحہ ۵۔ پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ کرپان کا سائز چھ انگل ہونا چاہیئے کیونکہ یہ سائز گورو گوبند سنگھ کا بھی مقرر کردہ ہے۔ سکھوں میں بڑے سائز کے کرپان نہیں۔ بلکہ سری صاحب کہلاتی ہے۔

موجودہ گورنمنٹ اور کرپان

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ گوردوارہ تحریک سے قبل انگریزی حکومت نے جہاں دوسرے ہتھیاروں پر پابندیاں لگائی تھیں وہاں سکھ کی کرپان کو بھی آزاد نہ چھوڑتا گوردوارہ تحریک پر اس کی آزادی کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس تحریک کی بنیاد عدم تشدد پر تھی۔ اس کے علاوہ ان دنوں پنجاب کا تمام مسلم پریس سکھوں کی حمایت میں صف اول پر تھا۔ اور مسلمان اکابرین حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے سکھوں کے مطالبہ کرپان کی آزادی کی حمایت میں تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سکھوں کے لئے کرپان کو آزادی ہو گئی۔

مجلس مشاورت

پر آنے والے احباب گورمکھی ٹریکٹ نت نیم کو یاد رکھیں سکھ صاحبان میں تبلیغ کیلئے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے گورمکھی میں ماہوار ٹریکٹ کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ احباب اپنے ملنے جلنے والے سکھ دوستوں کے نام اس کو جاری کروا کر نظارت کا ہاتھ بٹائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ احمدیت کی تعلیم کا گورمکھی ترجمہ بھی شائع کیا جاتا ہے سالانہ قیمت ۱/-

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

زمین قابل فروخت

میرے پاس چند قطعات سکنی زمین محلہ دارالانوار کے جنوب مشرق میں ۲۰ اور ۶۰ فٹ کی سڑکوں پر قابل فروخت موجود ہیں۔ جو احباب مکان بنانے کیلئے لینا چاہیں خرید سکتے ہیں۔ تاجران زمین کو نہیں دیئے جائیں گے

المشتہر میاں **مسعود احمد خاں** دارالسلام قادیان

قادیان میں جائدادوں کی خرید و فروخت

بعض احباب کے قادیان میں جائداد اور مکان ہیں۔ وہ بیچنا چاہتے ہیں۔ بعض احباب قادیان میں مکان یا زمینیں خریدنا چاہتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہم نے زمینوں اور مکانوں کی خرید و فروخت کے متعلق ایجنسی قائم کی ہے۔ جن احباب کو اپنی جائداد فروخت کرنی منظور ہو۔ یا اپنے لئے جائداد خریدنی منظور ہو وہ ہمیں اطلاع دیں۔ ہم ان کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ دوستوں کو معلوم ہے کہ بعض دوستوں کی غلطی کی وجہ سے قیمتیں ناواجب طور پر چڑھ رہی ہیں۔ ہماری کوشش ہوگی کہ قیمتوں کو مناسب حد کے اندر رکھا جائے۔ جو دوست اپنی جائدادیں بیچنا چاہیں۔ ہم انہیں بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ یہ نہ دیکھیں کہ اس وقت ضرورت کے مطابق کوئی انہیں کیا دیتا ہے۔ بلکہ وہ یہ دیکھیں کہ جماعت اور سلسلہ کا فائدہ کس میں ہے۔ جو آج جائداد فروخت کرتا ہے۔ کل کو اُسے یا اس کی اولاد کو زمینیں خریدنے کی بھی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ اس کا آج کا فعل آئندہ اس کو یا اس کی اولاد کو بھی مشکلات میں ڈال سکتا ہے۔

ہم یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ کوئی زمین جو مکانوں کے لئے فروخت کی جائے گی وہ حسب قاعدہ سلسلہ سڑک پر واقع ہوگی۔ اور منظور کردہ نقشہ کے مطابق ہوگی۔ جس سے بعد میں مشکلات کا امکان نہ رہے۔ نیز ہم یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ ہر سودا خرید کا ہو یا فروخت کا ہو۔ امور عامہ میں باقاعدہ درج کروایا جائے گا۔

شرکت مصالح قادیان

باجازت نظارت امور عامہ

جائداد کی خرید و فروخت کے متعلق مجھ سے خط و کتابت کریں!

قریشی مطیع اللہ قریشی منزل دارالعلوم قادیان

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی

کے تین ۳ ممبروں کی متفقہ تصدیق

محترمہ بیگم شاہ نواز ایم۔ ایل۔ اے تحریر فرماتی ہیں۔ "آپ کے مجرب سرمہ نے میری آنکھیں بالکل درست کر دی ہیں۔ آپ نے ایسی نایاب دوا بنا کر ہم سب کو ممنون احسان کیا ہے۔ یہ سرمہ نہایت اچھا ہے۔ اور جو بہن بھائی اسے استعمال کریں گے وہ آپ کے ممنون ہوں گے۔ میں آپ کو اس نایاب شے کے مہیا کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ چیز مقبول خاص و عام ہوگی"۔

محترمہ بیگم تصدق حسین ایم۔ ایل۔ اے تحریر فرماتی ہیں۔ "میں نے سُرمہ جواہر کو دو ہفتہ استعمال کیا بہت فائدہ ہوا"۔

جناب چوہدری نصر اللہ خانصاحب ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ ایم۔ ایل اے تحریر فرماتے ہیں: "دونوں سُرمے بلا مبالغہ بالکل بے ضرر اور بیحد مفید ہیں۔ جس طرح آنکھیں خدا تعالیٰ کی خاص نعمت ہیں۔ اسی طرح آپ کے یہ سُرمے آنکھوں کیلئے نعمت ہیں"۔ سرمہ جواہر والا چھ ۶ ماشہ کی شیشی پانچ روپے۔ ٹھنڈا سرمہ چھ ۶ ماشہ کی شیشی دو ۲ روپے۔

ترکیب استعمال: ٹھنڈا سرمہ تین تین سلائیاں رات کو سوتے وقت سُرمہ جواہر والا تین تین سلائیاں دن کو کسی وقت۔

نوٹ:۔ سلائی کو سرمہ لگا کر ہر بار سرمہ دانی میں جھاڑ لیا جائے

ملنے کا پتہ

طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان

مقامی ایجنسی جنرل سپلائی اسٹورز قادیان

صرف چند قطعات

میں نے گذشتہ دنوں میں ریلوے روڈ اور غلہ منڈی میں چند قطعات کے متعلق اعلان کیا تھا۔ اب ان میں سے صرف چند قطعے باقی رہ گئے ہیں۔ خواہشمند احباب نقشہ منگوا سکتے ہیں۔ اور مشاورت پر آنے والے احباب کو موقعہ دکھانے کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔

مرزا شریف احمد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایات

تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے قائم شدہ

یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی

الہ آپو مڈلی سٹریٹ میلاپور مدراس

سے تعاون کیجئے اور اپنی صنعت و تجارت کو فروغ دیجئے ایسے کارخانہ دار جو اپنی مصنوعات کی مدراس میں ایجنسی قائم کرنا چاہیں۔ ہم سے خط و کتابت کریں۔ نیز کسی اور جگہ سے کسی قسم کا مال خریدنے سے پہلے مدراس مارکیٹ کے نرخ معلوم کریں۔ اور ہماری خدمات سے فائدہ اٹھا کر

اپنے روپیہ اور وقت کی قدر کریں

ملک محمد اکبر علی خاں واقف زندگی منیجر انچارج مدراس ایجنسی تحریک جدید

قادیان کو مذہبی دنیا میں امتیازی درجہ حاصل ہے

اور **سام ٹارچ** کو

صنعتی دنیا میں امتیازی درجہ حاصل ہے سام روور ٹریڈنگ کمپنی قادیان

بغیر راشن کارڈ

کے سلی سلائی اعلیٰ قسم کی خوشنما

سپورٹس شرٹس (قمیص) کوالٹی

۱۸ ؍ 3/8/- میں اور کوالٹی ۱۶ ؍ -/3

میں ہم سے خرید فرماویں

سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

سرمہ ممیرا خاص

یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ ککروں اور نظر کی کمزوری چیپ وغیرہ آنے کے لئے نہایت ہی زود اثر ہے۔ اور پھر کسی قسم کا ضرر اس میں نہیں ہے۔ کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اور تمام استعمال کرنے والے اس کے فائدے کی شہادت دیتے ہیں۔ آنکھوں کی بیماریوں کا اثر عام صحت پر بھی نہایت مضر پڑتا ہے۔ اور آنکھوں کی صحت کا خیال رکھنا دانائی کے اصول سے ہے۔ بہتر ہوتا ہے۔ کہ بیماری سے پہلے ہی آنکھوں کی صحت کا خیال کیا جائے۔ اسکی صحت میں بھی اچھے سرمے کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ ورنہ آنکھوں کی سی قیمتی چیز کو نقصان پہنچنے کا ڈر ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ ؍ چھ ماشہ ۶ ؍ تین ماشہ ۱۲ / ۔

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان ضلع گورداسپور

ضروری خبریں

بمبئی ۲ اپریل:- ایوان والیان ریاست کے اجلاس بمبئی میں آج مندرجہ ذیل ریزولیشن پیش کئے گئے۔ (۱) کانفرنس دوبارہ اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ ریاستیں ملک کی آزادی کے کاز کی حمایت کریں گی۔ اور انتقال اختیارات اور ہندوستان کا آئندہ دستور وضع کرنے میں ہر ۵ بنیادی اتفاق سے پورا تعاون کریں گی۔ یہ کانفرنس اس ریزولیوشن کی دوبارہ تائید کرتی ہے جو والیان ریاست اور ریاستی نمائندوں کے ۲۹ جنوری کے اجلاس میں منظور کیا گیا تھا۔ (۲) ریاستوں اور آئین ساز اسمبلی کی کمیٹیوں میں جو سمجھوتہ ہوا تھا۔ یہ کانفرنس اس کو منظور کرتی ہے جس کی رو سے ریاستوں کی نشستوں اور ان کے طریقہ انتخاب کو طے کیا گیا تھا۔ ۸ اور ۹ فروری و یکم و دو مارچ کو ان کے اجلاسوں میں جو بنیادی نقطے طے پائے تھے۔ یہ کانفرنس ان کو بھی منظور کرتی ہے۔ بشرطیکہ متذکرہ بالا سمجھوتہ کو دستور ساز اسمبلی تسلیم کرلے (۳) یہ اجلاس اس پچھلے فیصلہ کو دوبارہ منظور کرتا ہے کہ ریاستیں وزارتی مشن کی تجاویز پر سختی سے عمل پیرا ہوں گی یہ کانفرنس اس امر پر خوشی ظاہر کرتی ہے کہ ۲۰ فروری کو مسٹر اٹیلی نے جو بیان دیا ہے۔ اس میں وزارتی مشن کے اس اعلان کی تصدیق کی ہے۔ کہ درمیانی عرصہ کے ختم ہوتے ہی ہندوستان پر انگریزی اقتدار ختم ہو جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ریاستیں بھی اپنے ان اختیارات کے ساتھ جو ان کے پاس ہیں خود مختار ہو جائیں گی۔ اور اپنے آزاد یونٹ بنانے کے علاوہ ایک دوسرے سے تعلقات قائم رکھنے میں بھی آزاد رہیں گی۔

بیکانیر ۲ اپریل:- مہاراجہ بیکانیر نے بنارس ہندو یونیورسٹی کو چار لاکھ روپیہ دیا ہے اس روپیہ سے غیر ممالک میں مقیم ہندوستانی طلبہ کو وظائف دیئے جائیں۔

نئی دہلی یکم اپریل:- سنٹرل اسمبلی میں پنجاب کے تمام ہندو سکھ ممبروں نے سیکرٹری آف سٹیٹ کو ایک اہم مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ پنجاب کو دو صوبوں میں فوراً تقسیم کریں۔

نئی دہلی ۲ اپریل:- آج مرکزی اسمبلی میں غیر سرکاری بلوں پر بحث ہوئی۔ مسٹر گوروسوامی نے ۱۸۹۰ء کے انڈین ریلوے ایکٹ میں ترمیم کرنے کے لئے ایک بل پیش کیا۔ اس کے اغراض و مقاصد میں بتایا گیا ہے۔ کہ ریلوے میں ۸۴ گھنٹے کا ہفتہ شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اوقات بہت زیادہ اور صحت کے لئے مضر ہیں۔ فیکٹریز ایکٹ کے ماتحت ۴۸ گھنٹے کا ہفتہ مقرر کیا گیا ہے۔ ریلوے ملازمین کے لئے بھی یہی اوقات مقرر ہونے چاہئیں اور دن ۸ گھنٹے کا شمار ہونا چاہیئے۔ یہ بل سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔

کانپور ۲ اپریل:- آج کانپور میں ایک گھر کو آگ لگا دی گئی۔ مختلف محلوں کی اقلیتیں حفاظت کے لئے دوسرے محلوں میں چلی گئی ہیں۔ جن محلوں میں گولی چلانے یا آگ لگانے کے واقعات ہوئے۔ ان پر ایک لاکھ روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ یہ جرمانہ ہر دو فرقوں سے نصف نصف وصول کیا جائے گا۔ اسلحہ کے تمام پرائیویٹ لائسنس ضبط کر لئے گئے ہیں فوج گشت کر رہی ہے

ماسکو ۲ اپریل:- وزراء خارجہ کی کانفرنس میں آج مالی پوزیشن پر بحث ہوئی۔ چنانچہ بحث کے شروع ہوتے ہی وزراء خارجہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہر سہ وزراء اپنی مختلف آراء کے حامی رہے۔ لیکن چند ایک مسئلوں پر وزراء خارجہ کا آپس میں سمجھوتہ ہو گیا۔ آج شام کو پھر ایک خفیہ میٹنگ منعقد ہو رہی ہے۔

انبالہ ۲ اپریل:- ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انبالہ شہر اور چھاؤنی میں کرفیو آرڈر میں دس دنوں کی مزید توسیع کر دی ہے۔

لائلپور ۲ اپریل:- گندم دڑہ ۱۰/۵ ۹ روپے۔ گندم ۵۹۱ ۱۲/۰ ۹ روپے گڑ بنیا ۱۶ تا ۱۹ روپے شکر نئی ۲۰ تا ۲۳ روپے ۸ آنے۔ گھی خالص ۱۶۰/۰ روپے

پشاور ۲ اپریل:- آج فرنٹیئر گورنمنٹ نے اعلان جاری کیا ہے۔ کہ آج صبح کوہاٹ سے راولپنڈی کو جو ریلوے ٹرین گئی۔ ایک سٹیشن کے نزدیک اس ٹرین کے ہندو اور سکھ مسافروں پر بندوقوں اور پستولوں سے حملہ کیا گیا۔ حملے سے ۶ اشخاص ہلاک اور ۲۰ زخمی ہوئے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس فوجی دستوں اور مسلح کاروں کے ہمراہ جائے واردات کو روانہ ہو گئے ہیں۔ کل رات کوہاٹ میں امن رہا۔ لیکن آج صبح ایک ہندو کو چھرے سے ہلاک کر دیا گیا۔ پشاور شہر میں آج دو دھماکے ہوئے۔ کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ آج قصہ خوانی بازار میں پولیس نے ایک جلوس کو اشک آور گیس کے استعمال سے منتشر کر دیا ایک درجن لیگی والنٹیئرز ہر دستی گورنمنٹ ہاؤس میں داخل ہو گئے۔ انہیں باہر نکال دیا گیا۔ اور بعد میں گرفتار کر لئے گئے۔

نئی دہلی ۲ اپریل:- آج گاندھی جی نے دوپہر کے وقت لارڈ مونٹ بیٹن سے تیسری ملاقات کی معتبر حلقوں کی رائے ہے۔ کہ ابھی تک یہ ملاقاتیں کسی ایسے فیصلہ کن مرحلے میں نہیں پہنچیں۔ جن میں بنیادی مسائل کو زیر بحث لایا جائے۔ موجودہ پروگرام کے مطابق گاندھی۔ وائسرائے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔ دوسرا دور اس وقت شروع ہوگا۔ جب جناح وائسرائے سے ملاقات کر چکیں گے۔ گاندھی جی نے مزید ایک ہفتہ ٹھہرنا منظور کر لیا ہے۔

نئی دہلی ۲ اپریل:- ایشیائی کانفرنس کا اجلاس آج دس روز کے بعد ختم ہو گیا ہے

امرتسر ۲ اپریل:- ماسٹر تارا سنگھ گیانی کرتار سنگھ سردار بلدیو سنگھ سردار سورن سنگھ اور دیگر سکھ لیڈروں نے اپیل کی ہے۔ کہ پاکستان کا مقابلہ کرنے کے لئے ۵۰ لاکھ روپیہ جمع کیا جائے ہر سکھ سے اپیل کی گئی ہے۔ کہ وہ اس فنڈ میں ایک روپیہ فی کس ادا کرے۔

لاہور ۲ اپریل:- آج لاہور میں ۲۹ روز کے بعد کرفیو ختم ہو گیا ہے۔ حالات نارمل ہو جانے کے باعث ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے نیا حکم جاری نہیں کیا۔

نئی دہلی ۱ اپریل:- کانگرس پریذیڈنٹ آچاریہ کرپلانی اور مہاراجہ کپورتھلہ نے آج صبح گاندھی جی سے ملاقات کی۔

کراچی یکم اپریل:- آج سندھ اسمبلی کا بجٹ سیشن ۶ ہفتوں کے بعد ختم ہوا۔ آج التوا کی تحریک سے پہلے ایک گھنٹہ کے مختصر اجلاس میں دو سرکاری بل اور ایک ریزولیوشن پاس ہوا۔ اس ریزولیوشن میں کہا گیا ہے۔ کہ اسمبلی کے ممبران کو انڈین آرمز ایکٹ سے مستثنےٰ قرار دیدیا جائے۔ اس سیشن میں تقریباً ۳۶ بل پاس کئے گئے ہیں۔ اس میں سندھ یونیورسٹی بل اور اراضیات مرہونہ کا بل بھی ہے۔

پٹنہ یکم اپریل:- وزیر خزانہ مسٹر انوگرہ نارائن سنہا نے بتایا ہے۔ کہ صوبائی حکومت ابھی تک موجودہ فسادات کی تحقیق کرنے کے لئے ایک ہی آدمی کا کمیشن مقرر کرنے کے حق میں ہے۔

رانچی یکم اپریل:- کل سے ۴۸ گھنٹے کا کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ فرقہ وارانہ حالات پہلے سے بہت بہتر ہیں آج کوئی واقعہ نہیں ہوا

برلن۔ جرمنی یکم اپریل:- خوراک کی قلت کی وجہ سے کل ۳۰ ہزار اشخاص نے مظاہرہ کیا اور بھوک اور روٹی کے نعرے بلند کئے

پشاور یکم اپریل:- کل سے مزید ایک ہفتہ کے لئے کرفیو آرڈر میں اضافہ کر دیا گیا ہے اب رفیم کے اوقات آٹھ بجے شام سے چھ بجے صبح تک ہوں گے۔

مدراس ۲ اپریل:- کل مدراس اسمبلی نے متفقہ طور پر مندر داخلہ بل ۱۹۴۷ء منظور کر لیا۔ اس کی رو سے مدراس صوبہ کے تمام ہندو مندروں میں اچھوتوں کو داخل ہونے اور پوجا کرنے کی اجازت ہوگی۔

لندن یکم اپریل:- [illegible] ویسٹ منسٹر میں یہ رپورٹ پہنچی ہے۔ کہ اتحادیوں کے سپریم کمانڈر جنرل آئیزن ہاور موسم گرما میں اپنا استعفیٰ پیش کر رہے ہیں۔

لندن یکم اپریل:- لندن کی لیبر پارٹی گذشتہ ہفتہ سے ایک کڑی آزمائش میں سے گذر رہی ہے۔ پارٹی کے ۱۲۰ سوشلسٹ ممبروں نے ایک خط پر دستخط کئے ہیں۔ اور کیبنٹ میں تبدیلی کا مطالبہ کیا ہے لیبر پارٹی میں یہ جذبہ ترقی کر رہا ہے۔ کہ اُن کے لیڈر بین الاقوامی سیاسیات میں سوشلسٹ طریقے پر نہیں چل رہے بلکہ ٹوری پارٹی کی خارجہ پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اور اس کا نتیجہ لازمی طور پر جنگ ہوگا۔

لندن ۲ اپریل:- برطانیہ اور یورپ کی ہندوستانی سوسائیٹیوں کی فیڈریشن کا گیارہواں سالانہ اجلاس تین روز تک لنڈن میں ہوگا۔